ص۹ ضمیمہ اربعین نمبر ۳، ۴ مصنفہ مرزا صاحب کی عبارات بالا سے صاف عیاں ہے کہ کاذب مدعی کی موت کیلئے قتل ہونا ضروری نہیں۔ پس مرزا صاحب کا قتل نہ ہونا انہیں اپنی مسلمہ سزا (ہلاکت مفتری قبل از تیئیس سال) سے بری نہیں کرتا۔"

(باقی دارد)

قادیانی نبی کا بے اصل استدلال

ازالۃ الاوہام ص۶۱۲ میں مرزا صاحب لکھتے ہیں۔

"منجملہ ان علامات کے جو اس عاجز کے مسیح موعود ہونے کے بارے میں ہیں یہ ہے کہ مسیح اسوقت یہودیوں میں آیا تھا کہ جب توریت کا مغز اور بطن یہودیوں کے دلوں پر سے اُٹھا لیا گیا تھا۔ اور وہ زمانہ حضرت موسیٰؑ سے چودہ سو برس بعد تھا جو مسیح یہودیوں کی اصلاح کیلئے بھیجا گیا تھا۔ ایسی ہی زمانہ میں یہ عاجز آیا کہ جب قرآن کا مغز اور بطن مسلمانوں کے دلوں پر سے اُٹھایا گیا ہے۔ اور وہ اور یہ زمانہ بھی حضرت مثیل موسےٰ کے زمانہ سے اسی زمانہ کے قریب قریب گذر چکا ہے۔ جو حضرت موسےٰؑ اور عیسےٰؑ کے درمیانی زمانہ تھا۔ انتہےٰ۔"

ناظرین! اس سے مرزا صاحب کی غرض ظاہر ہے کہ جیسے موسےٰؑ سے چودہ سو برس کے بعد عیسےٰ علیہ السلام کو بھیجنے کی ضرورت ہوئی تھی، اسی طرح مثیل موسےٰؑ (یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) سے ابتک اتنی مدت گذر گئی ہے اسلئے مثیل عیسےٰ (یعنی مرزا صاحب خود بدولت) بھیجا گیا۔

مرزائی دوستو! مرزا صاحب نے مسلم شریف روایت کو تو اسواسطے قابل اعتبار نہیں سمجھا تھا کہ وہ بخاری شریف میں نہیں۔ مگر یہ روایت جو اپنی عیسویت کے استدلال میں پیش کی ہے اس کا پتہ تو کسی موضوعات کی کتاب میں بھی نہیں

ملتا۔ اگر کہیں اس کا نشان ہوتا تو مرزا صاحب بالضرور حوالہ درج فرماتے جس سے اتنا تو معلوم ہو جاتا کہ یہ مرزا صاحب کی بناوٹی بات نہیں۔

محققین نے تصریح کر چھوڑی ہے کہ موسےٰؑ کی وفات سے عیسےٰؑ کی ولادت تک سترہ سو سولہ ۱۷۱۶ برس گذر رہے تھے۔ جیساکہ تنبیہ الاذکیا فی قصص الانبیاء میں علامہ طاہر بن صالحہ جزائری نے لکھا ہے۔

اس میں شبہ نہیں کہ مرزا صاحب میں اعلےٰ درجہ کی جرأت تھی کبھی کسی قسم کا خیال ان کو مانع نہیں ہوتا تھا کہ میں نے مخالفوں کے مقابلہ میں کیا کہا تھا اور اب کیا کہہ رہا ہوں۔ اور لوگ مجھے کیا کہینگے۔ یہ بھی آنجہانی کا ایک عقلی معجزہ تھا جو کسی دوسرے کا حصہ نہیں ہو سکتا۔ مگر جب تک اس سٹوری کو کسی کتاب سے مدلل نہ کیا جائے مرزا صاحب کی منگھڑت بات ہی تصور ہوگی۔ ہے کوئی مرید! جو اپنے پیر کو اس الزام سے پاک کرے۔

ماحصل اس کلام کا یہ ہوا کہ موسےٰؑ اور عیسےٰؑ دونوں مستقل نبی ہیں اور (نعوذ باللہ) ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم و مرزا غلام احمد قادیانی دونوں مثیل ہیں۔ یعنی آنحضرتؐ موسےٰؑ کے مثیل ہیں۔ اور مرزا صاحب عیسےٰؑ کے مثیل ہیں۔ اور چونکہ مرزا صاحب مثیل ہونے کی وجہ سے اپنے کو ظلی اور تبعاً نبی کہتے تھے۔ اس قیاس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اُن کے نزدیک ظلی نبی ہوئے (مسلمانوں کو خدا اس سود اعتقادی سے محفوظ رکھے) مسلمان تو بحسب احادیث صحیحہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سید المرسلین سمجھتے ہیں جس میں موسےٰ اور عیسےٰ علیہم السلام وغیرہما سب داخل ہیں۔ اور احادیث سے ثابت ہے کہ موسےٰ آرزو اور دعائیں کرتے تھے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں داخل ہوں۔ کما قال۔ یا رب فاجعلنی من امۃ احمد۔ پس امت مرزا غور فرمائے کہ جبکہ خود موسےٰؑ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونے کی آرزو کریں، تو کسی یہودی کا قول اس کے خلاف میں کیونکر قابل توجہ ہوگا۔ اور آیت شریفہ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ

النَّبِيِّيْنَ الآیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام گویا آنحضرتؐ کے نائب تھے ۔ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی نبی کا مثیل اور ظلی نبی قرار دینا کیسی بے ادبی ہے ۔

مسلمانو! مرزا صاحب نے تمہارے نبی افضل الانبیاء علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کو موسےٰ کا مثیل قرار دیا ۔ ابھی اور کسی کے مثیل سننے کی انتظار ہے ۔ کیا تمہارے اور تمہارے اسلاف کے کان ایسے نا ملائم الفاظ سننے کے آشنا تھے ۔ کب تک مرزائیوں کی ایسی بھول بھلیاں سنتے جاؤ گے ۔ اگر نجات چاہتے ہو تو توبہ کرو ۔ اُن کی ایک نہ سنو ۔ اپنے اسلاف کا اتباع کرو ۔ اور ہرگز ان کو اپنی مسند پر جگہ نہ دو ۔ آپ لوگوں کو "گیانی شیر سنگھ" وغیرہ کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی ۔ بفضل خدا تمہاری مبارک جماعت کے اندر شیر پنجاب کی سی بزرگ ترین ہستیاں موجود ہیں جن کی سیفہائے براں مخالفین اسلام کے اعتراضاتؔ توہمات کا دندان شکن جواب دینے کیلئے ہر وقت تیار ہیں ؎

حقا کہ با عقوبت دوزخ برابر است
رفتن بپائے مردئی ہمسایہ در بہشت

افضل الانبیاء کی طرف احکم الحاکمین کے ارشاد والذین معہ اشداء علے الکفار ۔ سے نگاہیں اوجھل نہ کرو ۔

مرزا صاحب مسلمانوں کی وجہ شبہ میں جو فرماتے ہیں کہ ان کے دلوں سے یہودیوں کی طرح کلام الٰہی کا مغز و بطن اُٹھا لیا گیا ہے ۔ کہنے کو تو کہہ یا مگر معلوم نہ کرایا کہ کیسے اُٹھا لیا گیا ۔ یہودیوں نے تو توریت کو چھوڑ دیا تھا ۔ بیت المقدس کو ڈھا دیا تھا ۔ قربانی کے مقام میں خنزیر ذبح کئے تھے اور بتخانے وغیرہ آباد کئے تھے ۔ مگر مسلمانوں کی مسجدیں تو بفضلہ تعالےٰ ویسی کی ویسی آباد ہیں ۔ بلکہ ہمیشہ نئی پر نئی بنائی جاتی ہیں ۔ جن مقامات میں کبھی اللہ اکبر کی آواز تک نہیں سنائی دیتی تھی ' آج وہاں صلوٰۃ خمسہ کی اذانیں گونج رہی ہیں ۔ حج کی وہی دھوم دھام ہے

کہ ہر سال لاکھوں مسلمانوں کا مجمع ہوتا ہے۔ رمضان شریف میں عبادت کی وہی سرگرمیاں اور گرم جوشیاں ہوا کرتی ہیں۔ غرضکہ شعار اسلام بفضلہ تعالےٰ خاص ہندوؤں کے ملک ہندوستان میں بھی قائم ہیں اور ہوتے جارہے ہیں۔ تلاوت قرآن مجید و فرقان حمید کے ان ہی تیس پاروں کی جو حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئے تھے۔ اور مرزا صاحب کے وجود کے پیشتر موجود تھے' ہوا کرتی ہے۔ کہیں زیر و زبر کا فرق نہیں نظر پڑا۔ موحدین جماعت کی دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی ہو رہی ہے۔ مسلمانوں میں تو ابتک کوئی ایسی بات نظر نہیں پڑتی جس سے قرآن کریم کا مغز و لبطن اُٹھالیا گیا متصور ہو۔ ہاں البتہ مرزا صاحب کی تعلیم سے اب اس کی بنیاد پڑگئی ہے۔ جیسا کہ صدہا آیات قیامت اور احیاء اموات وغیرہ ابواب میں جو وارد ہیں' اُن کا ایمان اس تعلیم سے بعض لوگوں کے دلوں سے اُٹھا لیا گیا ہے۔ مثلاً جب یہ مسلّم ہو جائے کہ مرتے ہی آدمی ایک سوراخ کی راہ سے جنت میں یا دوزخ میں چلا جاتا ہے اور پھر وہاں سے نہیں نکلتا۔ جیساکہ مرزا صاحب نے فرمایا' جس سے قیامت اور حشر اجساد کا خود ہی ابطال ہو گیا۔

قرآن کریم کے مغز و لبطن سے اگر وہی مراد ہے جو آنحضرت نے فرمایا سو وہ بفضلہ تعالےٰ کتب تفسیر و حدیث میں بتمامہ محفوظ اور موجود ہے۔ مغز اور لبطن جو کچھ پوشیدہ اور ادراک سے غائب ہے سب کچھ حضرت نے فرمایا۔ کیونکہ حضرت کو ان امور میں بخل نہ تھا۔ چنانچہ خدائے تعالےٰ فرماتا ہے۔ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیب کی باتیں بیان کرنے میں بخل نہیں کیا کرتے۔ اور ارشادات قرآنیہ کو جو بزرگان دین نے مجاہدات اور مکاشفات کے بعد معلوم کیا ہے وہ بھی تفاسیر اور کتب تصوّف میں موجود ہیں۔ غرضکہ مسلمانوں کو اُن کے نبی اور پیشوایان دین نے سب سے مستغنی کر دیا ہے۔ کسی کی منگھڑت باتوں سے اُن کو کچھ کام نہیں۔ اور اگر مغز و لبطن سے کچھ اور مراد ہے جو مرزا صاحب

پیش کرتے ہیں تو اس کو قرآن سے کچھ تعلق نہیں۔ امت مرزا ہی کو مبارک رہے۔
غرضکہ کوئی وجہ تخصیص کی معلوم نہیں ہوتی، سوائے اس کے کہ چودہ سو برس کا جوڑ ملانا مقصود تھا۔ مگر افسوس کہ اپنی غرض ذاتی کے واسطے مرزا صاحب نے سید المرسلین کی کسر شان کی بھی کچھ پرواہ نہ کی۔ مرزائی ممبرو! ایسوں کے حق میں سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کیا خوب کہہ گئے ہیں۔ آپ کی نذر کرتا ہوں ؎

چو خواہی کہ گوئی نفس بر نفس ۔۔۔ حلاوت نیابی ز گفتار کس
تامّل کناں در خطا و صواب ۔۔۔ بہ از ژاژ خایان حاضر جواب
صد انداختی تیر و ہر صد خطاست ۔۔۔ اگر ہوشمندی یک انداز و راست

(راقم خاکسار محمد جہر الدین عفی عنہ از میانوالی)

احمدی یا مرزائی

نہ معلوم قادیانی مذہب کے مرید کیوں اپنے تئیں احمدی کہلاتے ہیں۔ حالانکہ وہ احمدی نہیں ہیں۔ صحیح معنوں میں احمدی وہ ہیں جو حضرت محمد یا احمد کے مرید ہیں۔ قرآن میں احمد یا محمد ایک ہی شخص کے دو نام ہیں۔ اُن کے پیرو محمدی یا احمدی کہلانے کے مستحق ہیں۔ مرزا صاحب کا نام نہ احمد ہے نہ محمد بلکہ غلام احمد ہے۔ اور مرزا یا میرزا اُن کا خاندانی نام ہے جو ترکستانی امیروں کی اولاد ہیں۔ مرزا صاحب کے مریدوں کا صحیح نام مرزائی یا غلامی ہے۔ کیونکہ وہ کسی غلام کے پیرو ہیں جو احمد کا غلام ہے۔ اور مرزا صاحب اپنی ہر ایک تصنیف اور تحریر میں اپنے تئیں مرزا غلام احمد ہی لکھتے رہے ہیں۔ مگر آپ کے مرید مرزائی کہلانے سے ایک شرم سمجھتے ہیں۔ حالانکہ وہ مرزا کے غلام ہیں۔ اگر مرزائی نام اُن کو ناگوار معلوم ہوتا ہے تو وہ پھر وہ صحیح معنوں میں غلامی کہلانے کے حقدار ہیں کیونکہ وہ کسی غلام کے غلام ہیں۔ اگر یہ دونوں نام بھی اُن کو